بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقروض قرض ادا کئے بغیر فوت ہو جائے تو کیا اسے سزا ملے گی؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص مقروض ہو، مگر وہ قرض ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو، لیکن قرض ادا کرنے کی نیت ہو، اور اسی حالت میں اسے موت آجائے تو کیا اسے سزا ملے گی؟

جواب

یاد رکھیں کہ مقروض یعنی جس شخص پر قرضہ ہو اور وہ فوت ہو جائے، تو اس کے قرض کی ادائیگی کے متعلق حکم شرعی یہ ہے کہ اگر مقروض میت نے اپنی ملکیت میں وفات کے وقت مال و اسباب خواہ کسی بھی صورت مثلا مکان، جائیداد، سامان، رقم وغیرہ میں چھوڑا ہو، تو اس میں مال و اسباب میں ترتیب وار چار حقوق متعلق ہوں گے کہ سب سے پہلے اس مال سے میت کی تجہیز و تکفین میں فضول خرچی اور کنجوسی کے بغیر مال خرچ کیا جائے، پھر بقیہ مال سے اس کے قرضے ادا کیے جائیں گے، اس کے بعد اگر میت نے کسی چیز کی وصیت کی ہو، تو بقیہ رقم کی ایک تہائی 1/3 میں سے وصیت پوری کی جائے، پھر باقی مال، ورثا کے درمیان کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ طریقہ کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

اس تفصیل کی روشنی میں وراثت کی تقسیم کاری سے پہلے ترتیب وار حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے، جن میں سے دوسرا حق میت کے قرض کی ادائیگی کا بھی ہے، لہذا ورثاء کا اوپر بیان کردہ ترتیب کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، میت کا قرض نہ اتارنا اور ترکہ تقسیم کر دینا، درست نہیں کیونکہ قرض میت کے ذمہ پر تھا، لہذا اس کی ادائیگی سے پہلے ترکہ تقسیم نہیں ہو سکتا۔

ہاں! اگر واقعی مقروض شخص کے پاس دنیا میں مال نہیں تھا، اور اس نے ترکہ کچھ نہیں چھوڑا، اور اس نے بوقت حاجت قرض ادا کرنے کی نیت سے قرض لیا، اور اس کی قرض ادا کرنے کی نیت بھی تھی، اور وہ اس میں کوشش بھی کرتا رہا، لیکن ان تمام کوششوں کے باجود وہ قرض ادا نہ کر سکا، تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ بروزِ قیامت اسے سزا دینے کی بجائے اس کے حسن نیت کے سبب اللہ کریم بروز قیامت اس کی مدد فرمائے گا خواہ اس کے قرض خواہ کو راضی فرما کر یا پھر اس کے دل میں قرض معاف کرنے کی بات ڈال کر کہ وہ اس کا قرض معاف کر دے، اور اس طرح مقروض کو قرض سے بری الذمہ فرما دے۔ البتہ اگر مرنے والے نے کچھ نہ چھوڑا ہو اور وصیت بھی نہ کی ہو، تو ورثا پر ادائیگی لازم نہیں، لیکن پھر بھی ان کے لئے ترغیب ہے کہ وہ اپنی طرف سے اس کے قرض کی ادائیگی کر دیں۔

میت کے ترکے کے حقوق کی ترتیب کے متعلق علامہ سراج الدین محمد بن عبد الرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "قال علماءنا رحمهم الله تعالىٰ تتعلق الميت حقوق اربعة مرتبة، الاول: يبداء بتكفينه وتجهيزه من غير تبذير ولا تقصير ثم تقضى ديونه من

جميع مابقي من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث مابقي بعد الدين، ثم يقسم الباقي بين ورثته بالكتاب والسنة واجماع الامّة"

ترجمہ: ہمارے علمائے عظام رحمھم اللہ السلام فرماتے ہیں: میت کے ساتھ چار حقوق ترتیب وار متعلق ہوتے ہیں، پہلا یہ کہ ابتداءً میت کی تجہیز و تکفین بغیر کسی فضول خرچی اور کمی کے کی جائے گی، پھر بقیہ مال سے اس کے قرضے ادا کیے جائیں گے، پھر قرض سے جو رقم بچے گی اس کی ایک تہائی 1/3 میں وصیت نافذ ہوگی، پھر باقی مال، ورثا کے درمیان کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ طریقہ کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ (السراجی فی المیراث، صفحہ 11، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سنن ترمذی شریف میں ہے "عن علي، أن النبي صلى الله عليه وسلم قضى بالدين قبل الوصية،۔۔والعمل على هذا عند عامة أهل العلم: أنه يبدأ بالدين قبل الوصية "ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت سے پہلے دین یعنی قرض ادا کرنے کا فیصلہ فرمایا، اور علما کا اسی پر عمل ہے کہ وہ (وراثت) کی تقسیم میں وصیت سے پہلے قرض کی ادائیگی کرتے۔ (سنن ترمذی، صفحہ 796، رقم الحدیث 2122، مطبوعہ: دمشق)

بخاری شریف میں ہے "عن النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قال: من أخذ أموال الناس يريد أداءها أدى الله عنه، ومن أخذ يريد إتلافها أتلفه الله "ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں کا مال اس ارادے سے لے کہ وہ انہیں واپس کر دے گا، اس مال کی ادائیگی میں اللہ کریم ایسے شخص کی مدد فرمائے گا اور جو شخص لوگوں کا مال ہڑپ کرنے اور ضائع کرنے کی نیت سے لے، اللہ تعالیٰ اسے ہلاک و برباد کر دے گا۔ (صحیح البخاری، صفحہ 430، رقم الحدیث 2378، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

درج بالا حدیث مبارک کے تحت مرقاۃ المفاتیح میں ہے "من استقرض احتياجا وهو يقصد أداءه ويجتهد فيه (أدى الله عنه): أي: أعانه على أدائه في الدنيا أو أرضى خصمه في العقبى "ترجمہ: جو شخص ضرورت کی وجہ سے قرض لے، اس کی نیت قرض ادا کرنے کی ہو، اور وہ اسے ادا کرنے کی پوری کوشش بھی کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض ادا کرنے میں مدد فرمائے گا، یا دنیا میں اسے قرض ادا کرنے کے اسباب مہیا فرما دے گا، اور اگر دنیا میں ادائیگی نہ ہو سکے، تو آخرت میں قرض خواہ کو راضی فرما دے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، جلد 6، صفحہ 110، مطبوعہ: کوئٹہ)

لیکن اگر میت نے مال نہ چھوڑا ہو اور اس پر قرض ہو تو ورثاء کو چاہیے کہ اپنے مال سے مرحوم کے قرض کی ادائیگی کر دیں، تاکہ وہ اس سے سبکدوش ہو جائے، چنانچہ مرحوم کے قرضے کی ادائیگی کی اہمیت جاننے کے لیے ایک روایت ملاحظہ کیجیے، صحیح بخاری شریف میں ہے: "عن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يؤتى بالرجل المتوفى عليه الدين، فيسأل: هل ترك لدينه فضلا، فإن حدث أنه ترك لدينه وفاء، صلى، وإلا قال للمسلمين: صلوا على صاحبكم، فلما فتح الله عليه الفتوح، قال: أنا أولى بالمؤمنين من أنفسهم، فمن توفي من المؤمنين فترك دينا، فعلي قضاؤه، ومن ترك مالا فلورثته "ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایسی میت کو لایا جاتا جس پر قرض ہوتا،

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پوچھتے کیا اس نے اپنے قرض کے لیے کوئی زائد مال چھوڑا ہے؟ اگر بیان کیا جاتا کہ مکمل قرض کی ادائیگی کے لیے مال چھوڑا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ ادا فرماتے، ورنہ مسلمانوں سے فرماتے کہ اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھ لو، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کشائش فرمائی، تو ارشاد فرمایا کہ میں مومنوں کی جانوں کا ان سے زیادہ حق دار ہوں، لہٰذا جو بندۂ مومن اپنے ذمہ قرض چھوڑ کر فوت ہو تو اس کو ادا کرنا مجھ پر لازم ہے اور جس نے مال چھوڑا ہو، تو وہ اُس کے ورثا کے لیے ہے۔ (صحیح البخاری، صفحہ 412، رقم الحدیث 2298، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

کنز العمال میں ہے "شهدت جنازة فيها النبي صلى الله عليه وسلم فلما وضعت سأل النبي صلى الله عليه وسلم: هل عليه دين؟ قالوا: نعم فعدل عنها وقال: صلوا على صاحبكم، فلما رآه علي يمضي قال: يا رسول الله هو بريء من دينه أنا ضامن لما عليه فأقبل النبي صلى الله عليه وسلم فصلى عليه، فلما انصرف قال: يا علي جزاك الله والإسلام خيرا فك الله رهانك من النار كما فككت رهان أخيك المسلم ليس من عبد مسلم يقضي عن أخيه دينا إلا فك الله رهانه يوم القيامة، فقام رجل من الأنصار فقال: يا رسول الله لعلي هذا خاصة؟ قال: لا بل لعامة المسلمين" ترجمہ: ایک جنازہ آیا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے، جب جنازہ رکھا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا اس کے ذمے قرض ہے؟ حاضرین نے عرض کیا: جی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس پلٹے اور فرمایا: تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو، تو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس تشریف لے جاتے دیکھا تو کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قرض سے بری ہے، میں اس کے قرض کا ضامن ہوں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر جب پلٹے تو فرمایا: اے علی! اللہ تجھے بہترین جزا اور سلامتی سے نوازے، اللہ تمہاری بندشوں کو توڑے جیسے تم نے اپنے مسلمان بھائی کی بندش توڑی، کوئی مسلمان بندہ ایسا نہیں جو اپنے بھائی کا قرض ادا کرے مگر اللہ تعالی بروز قیامت اس کی بندشیں ختم فرمائے گا، اس پر ایک انصاری صحابی نے کھڑے ہوئے اور پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خاص ہے؟ تو فرمایا: نہیں، بلکہ یہ سب مسلمانوں کے لیے ہے۔ (کنز العمال، جلد 6، صفحہ 246، مطبوعہ: بیروت)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: ابو الفیضان مولانا عرفان احمد عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-5215

تاریخ اجراء: 12 صفر المظفر 1448ھ/27 جولائی 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net